نمبر ۱۰۳ | مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۳ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲ ذیقعد ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیحؑ

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ کے بعض ضروری امور کی سرانجام دہی کے لئے [illegible] فروری کو لاہور۔ جموں۔ اور کرنال کے سفر پر تشریف لے گئے ؎

بہاول پور کی عدالت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میں تنسیخ نکاح کے مقدمہ کی تاریخ پیشی یکم مارچ ۱۹۳۳ء مقرر ہے۔ اس سلسلہ میں مولوی جلال الدین صاحب شمس اور شیخ مبارک احمد صاحب ۲۶۔ فروری کو بہاول پور بھیجے گئے ؎

۲۴۔ فروری بروز جمعہ سارا دن خوب بارش ہوئی۔ "الفضل" کے نمائندہ نے حضرت اقدس کی خدمت میں راجپورہ حاضر ہو کر خطبہ جمعہ نوٹ کیا۔ جو انشاء اللہ تعالےٰ اگلے پرچہ میں شائع کیا جائے گا ؎

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہندوؤں میں تبلیغ اسلام

"ہندوؤں کا وہ پہلا طریق ہمیں بہت مایوس کرنے والا تھا۔ جو اپنے دلوں میں وہ لوگ اس طرز کو زیادہ پسند کے لائق سمجھتے تھے۔ کہ مسلمانوں سے کوئی مذہبی بات چیت نہیں کرنی چاہیئے۔ اور ہاں میں ہاں ملا کر گزارہ کر لینا چاہیئے۔ لیکن اب وہ مقابلہ پر آ کر اور میدان میں کھڑے ہو کر ہمارے تیز ہتھیاروں کے نیچے آپڑے ہیں۔ اور اس صید قریب کی طرح ہو گئے ہیں۔ جس کا ایک ہی ضرب سے کام تمام ہو سکتا ہے۔ اُن کی آہوانہ سرکشی سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ دشمن نہیں ہیں۔ وہ تو ہمارے شکار ہیں عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے۔ کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے۔ کہ کوئی ہندو دکھائی دے۔ مگر ان پڑھوں لکھوں میں سے ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہیں دے گا۔ سو تم اُن کے جوشوں سے گھبرا کر نومید مت ہو۔ کیونکہ وہ اندر ہی اندر اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ اور اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب آ پہونچے ہیں۔"

(ازالہ اوہام۔ صفحہ ۳۱ و ۳۲۔ ایڈیشن اوّل)

اخبار احمدیہ

بیکاروں کی امداد

بہ تعمیل ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مالک دوکان اے۔ڈی۔پال برادرز رانچی نے تین احمدی لڑکوں کو اپنی دوکان پر کٹائی کا کام سکھانا اپنے ذمہ لیا ہے۔ لڑکا انٹرنس تک تعلیم یافتہ ہو۔ انگریزی بول سکتا ہو۔ سر دست خوراک و رہائش مفت ہو گی۔ کوئی وظیفہ نہیں ملے گا۔ ٹرینڈ ہو جانے پر ملازم کرانے میں کوشش کی جائے گی۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان۔

تلاش گمشدہ

محترم برادرم میاں محمد یمین مرحوم سکرٹری انجمن احمدیہ دیوا سنگھ کی بیوہ جس کا نام خدیجہ عمر تقریباً چالیس سال۔ کپڑے پرانے اور پھٹے ہوئے۔ کسی وقت خوب تبلیغ کرتی ہے اور کسی وقت مجنونانہ باتیں کرتی ہے۔ بحالت جنون گھر سے نکل گئی ہے۔ اگر کسی دوست کو علم ہو۔ تو مفصلہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔ جماعت ہائے ضلع ملتان خاص طور پر خیال کریں۔ خاکسار نور محمد اوورسیر ہیڈ ورکس ڈاک خانہ عبدالحکیم ضلع ملتان ؛؛

درخواست ہائے دعا

۱۔ سید بہاول شاہ صاحب نائب مہتمم تبلیغ امرتسر کی اہلیہ صاحبہ عرصہ سے بیمار ہیں۔ اس وجہ سے ان کو تبلیغ کے لئے باہر جانے کا موقعہ کم ملتا ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان۔ ۲۔ ہماری جماعت کے امیر قاضی محمد رشید صاحب کی بچی صفیہ کئی دنوں سے بعارضہ بخار بیمار رہ کر بہت لاغر ہو رہی ہے۔ اس سے قبل قاضی صاحب کے بہت سے بچے فوت ہو چکے ہیں۔ احباب عزیزہ کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار مرزا محمد حسین از راولپنڈی ۳۔ میرے تین بچے بعارضہ خسرہ شدید بیمار ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار محمد شفیع۔ جرٹانوالہ ؛ ۴۔ میری ہمشیرہ صاحبہ بہت عرصہ سے بیمار ہیں۔ بہت علاج کراتے۔ لیکن آرام نہیں ہوتا۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار علی احمد از لاہور ۵۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ سخت بیمار ہیں۔ اور فالج کے آثار ہیں ان کی صحت کے لئے دوست دعا فرمائیں۔ خاکسار غلام حسین۔ دہلی ۶۔ شیخ محمد یوسف صاحب لائل پور بعض مشکلات میں ہیں۔ اور احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار محمد دین ملتانی ؛

۷۔ میں بعارضہ نمونیہ بیمار۔ اور ریلوے ہسپتال دہلی میں زیر علاج ہوں۔ دوست صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار غلام حسین۔ دہلی ۸۔ میرا چھوٹا لڑکا ایک ماہ سے بیمار چلا آ رہا ہے۔ احباب سے اس کی شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار بشیر احمد بھٹی۔ قادیان۔ ۹۔ میری لڑکی سعیدہ اختر کا سالانہ امتحان میڈیکل سکول آگرہ میں شروع ہے۔ کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار عبدالرحمٰن (بی۔اے) قادیان۔ ۱۰۔ میرے تین لڑکے امسال مختلف امتحانات میں شامل ہو رہے ہیں۔ کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار کریم بخش از بھیا گو بھٹی ؛؛ ۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احباب کی دعاؤں سے میری اہلیہ کو پہلے کی نسبت افاقہ ہے لیکن ابھی دعا کی بہت ضرورت ہے۔ امید ہے۔ کہ احباب۔ اور بزرگانِ سلسلہ دعائے صحت کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے۔ خاکسار الطاف حسین انچولوی۔ قادیان ؛؛

ولادت

۱۔ خدا کے فضل سے ۶۔ فروری ۱۹۳۳ء کو میرے ہاں تیسرا لڑکا پیدا ہوا ہے۔ احباب مولود کے خادم دین بننے اور درازیٔ عمر کے واسطے دعا کریں۔ خاکسار محمد امین لاہور

۲۔ میرے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا تولد ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سعادت احمد نام رکھا۔ دوست سعادتِ دارین اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کریں۔ خاکسار عبدالغفور مہتمم تبلیغ۔ گجرات ؛؛ ۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندہ کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ مولا کریم اسے دینی و دنیوی ترقیات عطا فرمائے۔ اور اسلام کا خادم بنائے۔ مولود کی طرف سے اخبار الفضل

ممبران احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کو اطلاع

یوم التبلیغ کیلئے ٹریکٹ

۱۔ تمام ممبران احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ بغیر یاد دہانی کے ماہوار چندہ ارسال فرمایا کریں۔ تاکہ خط و کتابت پر مزید خرچ نہ ہو۔ اور انہیں باقاعدگی کے ساتھ ٹریکٹ بھیجے جا سکیں۔ ٹریکٹ صرف انہی ممبروں کو بھیجے جاتے ہیں۔ جن کا ماہوار چندہ وصول ہوتا ہے۔ احباب نوٹ کر لیں ؛؛

۲۔ یوم التبلیغ قریب آ رہا ہے۔ اور اس موقعہ پر احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کی طرف سے عیسائیوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے خاص طور پر ٹریکٹ چھپوائے جا رہے ہیں۔ دوسرے احباب بھی اگر منگوانا چاہیں۔ تو ۱۲۔ آنے فی سینکڑہ کے حساب سے منگوا سکتے ہیں ؛؛

ٹریکٹوں کی مطلوبہ تعداد کی اطلاع ۲ مارچ سے قبل آ جانی چاہیئے۔ تاکہ وقت پر ارسال کئے جا سکیں ؛؛ خاکسار

چوہدری بشیر احمد صادق۔ سکرٹری احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ۔ احمدیہ ہوسٹل نمبر ۶ لٹن روڈ لاہور ؛؛

کسی لائبریری کے نام جہاں بہت سے لوگ پڑھا کریں۔ ایک سال کے لئے جاری کر دیں خاکسار نقیر محمد انسپکٹر پولیس۔ رہتک ؛؛

نماز جنازہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۷۔ فروری ۱۹۳۳ء کو نماز جمعہ کے بعد حسب ذیل اصحاب کا جنازہ غائب پڑھا:۔

۱۔ مراد بخش صاحب۔ ہانگ کانگ ؛؛

۲۔ شیر زمان صاحب۔ بانڈہ داؤد شاہ ضلع کوہاٹ یہ صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ ۱۹۰۷ء میں بیعت کی ؛؛

۳۔ اہلیہ غلام محمد صاحب۔ کلرک دفتر پولیٹیکل ایجنٹ ٹانک احباب بھی ان کا جنازہ غائب پڑھ کر دعائے مغفرت فرمائیں ؛؛

دوسرا یوم التبلیغ

تمام غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کو تبلیغ اسلام کی جائے

۵۔ مارچ کو جو یوم التبلیغ مقرر کیا گیا ہے۔ اس میں غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کو دعوتِ اسلام دینا ہے یعنی یہ دن غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلا یوم التبلیغ غیر احمدیوں میں تبلیغ کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ احباب اس بات کو اچھی طرح نوٹ کر لیں۔ اور اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ ذرائع و طریقے تبلیغ کے ابھی سے مقرر کر کے اطلاع دیں۔ کہ کون کون دوست کس کس طریقے سے اس دن تبلیغ کریں گے ؛؛

اس قسم کی فہرستیں بنا کر بہت جلد مجھے بھجوا دیں۔ تاکہ یہ انتظام ہو سکے۔ کہ اس دن کوئی احمدی تبلیغ کرنے سے محروم نہ رہے ؛؛

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

راسخ الاعتقاد ہندوؤں کی طرف سے اچھوت ادھار بل کی مخالفت

گاندھی جی اور ان کے رفقا کی طرف سے ویدوں اور شاستروں کی مخالفت

گاندھی جی کی دوگونہ مخالفت

ادھر تو اس ہمدردی اور خیر خواہی کی حقیقت اچھوت اقوام پر اچھی طرح واضح ہو چکی ہے۔ جو گاندھی جی۔ اور ان کے رفقا ان کے متعلق ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اچھوت اقوام کے سب سے بڑے لیڈر اور سرکردہ نمائندے ڈاکٹر امبیدکار نے صاف الفاظ میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ اگر گاندھی جی اچھوت اقوام کی ہندوؤں میں مجلسی مساوات قائم کرنے۔ اور انہیں ہر لحاظ سے مساوی حقوق دلانے کی بجائے صرف قانونی طور پر مندروں میں داخلہ کی اجازت ہو جانے کو کافی سمجھتے ہیں۔ تو اچھوت اقوام نہ صرف اس قسم کی اجازت کو ٹھکرا دیں گی۔ بلکہ وہ ہندوؤں سے کلیۃً علیحدگی اختیار کر کے ایسے مذہب کی تلاش ضروری سمجھیں گی جس میں انہیں مساوات حاصل ہو سکے۔ ادھر راسخ الاعتقاد ہندو گاندھی جی۔ اور ان کے مددگاروں کے سر ہو رہے ہیں۔ کہ انہیں قانون کے ذریعہ اچھوتوں کو مندروں میں داخلہ کی اجازت دلاتے ہوئے ہندو دھرم میں دست اندازی کا کیا حق حاصل ہے۔ اچھوتوں کے متعلق ہندوؤں کا جو طریق عمل چلا آ رہا ہے۔ وہ ہندو دھرم کی مقدس مذہبی کتب میں درج شدہ احکام کی بنا پر ہے۔ اور اس میں تغیر و تبدل کرنے کی کوشش کرنا صریح طور پر ہندو دھرم میں بے جا مداخلت ہے جسے کوئی قدامت پسند ہندو برداشت نہیں کر سکتا۔

جب سے گاندھی جی نے اچھوتوں کو مندروں میں داخلہ کی اجازت دلانے کے لئے جدوجہد شروع کی ہے۔ اسی وقت سے بڑے بڑے ہندو مذہبی رہنما اسے ہندو دھرم میں مداخلت قرار دے کر اس کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ اور پورے زور کے ساتھ حکومت پر واضح کر رہے ہیں۔ کہ گاندھی جی کے ایما۔ اور مشورہ سے بو بل پاس کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہیں قطعاً منظور نہ کیا جائے۔ اب جبکہ ان بلوں کو اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ قدامت پسند ہندوؤں نے ان کے خلاف باقاعدہ اور منظم کارروائی شروع کر دی ہے۔

پونا کے سب جج کا نوٹس

اس سلسلہ میں یہ خبر دلچسپی سے سُنی جائے گی۔ کہ پونا میں ایک سرکردہ ہندو لیڈر مسٹر ہر کرے نے گاندھی جی اور دیگر متعدد اشخاص کے خلاف جن میں اسمبلی میں چھوت چھات بلوں کو پیش کرنے والے ممبر بھی شامل ہیں۔ جو یہ درخواست دے رکھی تھی۔ کہ حکم امتناعی کے ذریعہ اُن کو اسمبلی میں یا اسمبلی سے باہر اچھوت ادھار کا کام کرنے کی ممانعت کر دی جائے۔ کیونکہ اس تحریک سے ہندو دھرم میں مداخلت ہوتی ہے۔ اور یہ امن عامہ کے خلاف ہے۔ اس کی بنا پر پونا کے سب جج کی عدالت سے اسمبلی کے ان ممبروں کے نام جنہوں نے یہ بل پیش کرنے تھے۔ اور جن میں مسٹر رنگا آئر اور مسٹر گیا پرشاد وغیرہ بھی شامل ہیں۔ سمن جاری کر دیئے گئے ہیں۔ کہ وہ ۲۲ - فروری کو بذات خود یا وکیل کے ذریعہ سب جج پونا کی عدالت میں پیش ہوں۔ ۲۲ - فروری کو یہ نوٹس متعلقہ اشخاص کو موصول ہو چکا ہے۔

اعلیٰ حکام سے درخواست

اس کے ساتھ ہی سب جج پونا کی طرف سے ایڈووکیٹ جنرل کو لکھا گیا ہے۔ کہ جب تک اس عدالت سے مسٹر ہر کرے کی درخواست کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک ان بلوں کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیئے۔ کیونکہ یہ معاملہ زیر سماعت ہے۔ دوسری طرف سے گوبردھن پیٹھ کے شنکر اچاریہ نے اسمبلی کے صدر اور لیڈر آف ہوس کو تار ارسال کیا ہے۔ کہ چونکہ معاملہ عدالت میں ہے۔ اس لئے بلوں کو پیش کرنے کی اجازت نہ دیں۔

مالویہ جی کی طرف سے مخالفت

اس کے علاوہ پبلک حلقوں میں بھی ان بلوں کی سخت مخالفت کی جا رہی ہے۔ حتیٰ کہ پنڈت مدن موہن مالویہ نے بھی خلاف آواز اٹھائی ہے۔ اور گاندھی جی کے نام اپنا جو پیغام اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ اس میں صاف طور پر لکھ دیا ہے۔ کہ

"میں اصولاً اس بات کے خلاف ہوں۔ کہ ہمارے مندروں کے انتظام میں بالواسطہ طور پر بھی قانونی مداخلت کی جائے۔ میں اس بل کے خلاف ہوں۔ کیونکہ یہ ایک غلط اصول وضع کرتا ہے۔ کہ مندر کھولنے کے سوال کا فیصلہ مندر کے نواحی علاقہ کے ہندوؤں کے ووٹوں کی اکثریت کرے گی۔ اور اکثریت کا فیصلہ مندر کے ٹرسٹیوں اور اس میں پوجا اور تپسیا کرنے والوں پر حاوی ہوگا۔ میں اس بات کو بالکل غلط اور نامنصفانہ سمجھتا ہوں۔ کہ مذہب اور اعتقاد سے متعلق سوال کا فیصلہ اکثریت کے ووٹوں سے کیا جائے۔ اس کا مطلب سوائے مجبور کرنے کے اور کچھ نہ ہوگا۔ میرا یہ بھی یقین ہے کہ آئین سازی کے طریقوں کی آخر تک مخالفت کی جائے گی"

(ملاپ ۱۹ - فروری)

مالوی جی کے اس اعلان نے گاندھی جی اور ان کے رفقاء کی کمر توڑ دی ہے۔ اور ان پر واضح ہو گیا ہے۔ کہ اچھوتوں کی خاطر جو کچھ وہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور جسے اچھوت بالکل لغو اور فضول سمجھتے ہیں۔ اس میں بھی کامیابی حاصل ہونا آسان بات نہیں ہے۔ راسخ الاعتقاد ہندو قدم قدم پر اس کی مخالفت کریں گے۔ اور چونکہ ہندو دھرم کی مذہبی کتب ان کے ساتھ ہیں۔ اور اچھوتوں سے دوسرے ہندوؤں کے مساوی کوئی سلوک کرنے کے قطعاً خلاف۔ اس لئے ان کی کامیابی بڑی حد تک یقینی ہے۔

ویدوں کے خلاف گاندھی جی کی آواز

دراصل ہندوؤں کی مقدس کتب میں اچھوتوں کے متعلق جو احکام موجود ہیں۔ اور ان پر ہندوؤں کی اکثریت کا جو اعتقاد ہے اس کی وجہ سے گاندھی جی کو اپنی اچھوت ادھار تحریک میں ناکام ہونے کا خطرہ پہلے ہی دن سے لاحق تھا۔ اسی لئے انہوں نے ابتدا میں ہی یہ کوشش شروع کر دی تھی۔ کہ ان کتب کے اثر سے ہندوؤں کو نکالیں۔ اور ان کی تقدیس و احترام کے جذبات سے خالی کر کے انہیں پس پشت ڈال دینے پر آمادہ کر دیں۔ چنانچہ اسی مقصد اور مدعا کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہوں نے اپنے ایک اعلان میں ہندو دھرم کی بنیادی اور سب سے زیادہ مقدس کتب ویدوں کے متعلق لکھا تھا۔

"یہ کہنا صرف جزوی طور پر صحیح ہوگا۔ کہ وید چار کتابیں ہیں۔ یہ کتابیں بذات خود نامعلوم لوگوں کے چھوڑے ہوئے ایڈیشن ہیں بعد کی پشتوں نے اپنی روشنی کے مطابق ان میں اضافہ کر لیا اس کے بعد گیتا کا مصنف آیا۔ اس نے ہندو دنیا کو ہندو دھرم کا

مرکب دیا۔ گیتا ہر ایک ہندو کے لئے کھلی کتاب ہے۔ جو اس کا مطالعہ کرنا چاہے۔ اور ہندوؤں کی اگر باقی سب کتابیں جلا بھی دی جائیں تو اس کتاب کے ۰۰ ے شلوک یہ بتانے کے لئے بہت کافی ہیں۔ کہ ہندو دھرم کیا ہے"

ان الفاظ میں اوّل تو گاندھی جی نے ویدوں کو جنہیں ہندو ایشور کا کلام قرار دیتے ہیں۔ نامعلوم لوگوں کی تصانیف قرار دیا۔ پھر یہ بتایا۔ کہ بعد کی پشتیں اپنی اپنی ضرورت کے مطابق ان میں تغیر و تبدل کرتی رہی ہیں۔ اور آخر میں کہدیا۔ کہ ہندو دھرم کی بنیاد ویدوں پر نہیں۔ بلکہ ایک اور مصنف کی کتاب گیتا پر ہے۔ اسکی موجودگی میں اگر ویدوں کو جلا بھی دیا جائے۔ تو ہندو دھرم کا ذرہ بھی نقصان نہیں ہوگا۔ گویا گاندھی جی جن کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ

"میں صرف اس لئے ہندو نہیں ہوں۔ کہ میرا جنم ہندوؤں کے گھر میں ہوا ہے۔ بلکہ اس لئے ہندو ہوں۔ کہ میرا ہندو دھرم میں اعتقاد اور وشواس ہے ہندو دھرم کو جیسا میں سمجھتا ہوں۔ وہ اس دنیا اور اس کے بعد تمام ضروری شانتی دینے والا ہے۔ یہ میرے لئے زندگی کی بہت سی الجھنوں کو سلجھاتا ہے۔" (ملاپ ۱۶ فروری)

ان کے نزدیک وید بالکل فضول اور بے فائدہ ہیں۔ ان کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا۔ کہ وہ ایشور کا کلام ہیں۔ یا یہ سمجھنا۔ کہ ان میں جو کچھ لکھا ہے۔ بالکل درست ہے۔ اور اس پر عمل کرنا ہر ہندو کا فرض ہے۔ بالکل لغو ہے۔ ہندو ویدوں کو بالائے طاق رکھ کر ہی نہیں۔ بلکہ انہیں آگ کی نذر کر کے بھی ہندو رہ سکتے ہیں ؛

شاستروں کے خلاف اعلان

اس کے بعد گاندھی جی نے شاستروں پر کہ وہ بھی ہندوؤں کی مذہبی کتب ہیں۔ ہاتھ صاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر ہندوؤں کو ان تمام کتابوں کا پابند بنایا جائے۔ تو بمشکل کوئی بد اخلاقی کا کام ہوگا۔ جس کو شاستروں کے رو سے جائز ٹھہرایا جا سکے" (پرتاپ ۱۹ - نومبر ۳۲ء)

ان الفاظ کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ کہ اپنی طرف سے گاندھی جی نے ویدوں اور شاستروں کا صفایا ہی کر دیا۔ اور ہندوؤں کو ان کے جوئے سے نکال دیا ؛

ویدوں اور شاستروں کو نظر انداز کر دیا جائے

اس کے بعد گاندھی جی کے مخلص رفقا بھی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ "شری میت سی گوپال آچاریہ" نے حال میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"آج لاکھوں برس پہلے کے وید شاستروں کا آسرا لے کر سناتن دھرمی عام ہندوؤں کو مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ویدوں کا چار رشیوں کو گیان ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے اس کا پرچار کیا۔ لاکھوں ورش تک بھوج پتروں پر یہ تحریر نہیں رہی۔ رشیوں نے یادداشت کے ذریعہ ان کو قائم و برقرار رکھا۔ پھر کسی زمانہ میں ان کو چھاپا۔ اتنے تغیر و تبدل کے بعد موجودہ شکل میں وید ہمارے پاس پہنچے ہیں۔ اس پر بھی سدھارک ویدوں کا کچھ اور ارتھ لگاتے ہیں۔ اور قدامت پسند ہندو ویدوں کے ذریعہ اچھوت پن کو ثابت کرتے ہیں۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ویدوں اور شاستروں کی بجائے۔ اپنی عقل سلیم سے کام لیں"

(پرتاپ ۱۵ - فروری)

مطلب یہ کہ جو وید شاستر ایسی مخدوش حالت میں سے گذر کر ہمارے پاس پہنچے ہیں۔ ان کو کوئی وقعت نہ دی جائے۔ اور خاص کر اچھوتوں کے متعلق ان کے احکام کو قطعاً نظر انداز کر دیا جائے ؛

یہ ہے وہ تگ و دو جو گاندھی جی اور ان کے رفقا کی طرف سے عام ہندوؤں کو اپنی مذہبی کتب سے برگشتہ کرنے کے لئے کی جا رہی ہے۔ لیکن ممکن نہیں۔ کہ اس میں انہیں پوری طرح کامیابی حاصل ہو سکے۔ اور وہ اچھوتوں کو مندروں میں داخل کرانے کا بل آسانی کے ساتھ پاس کرا سکیں ؛

اچھوتوں کے لئے

اچھوتوں کے لئے جہاں یہ بات قابلِ افسوس ہے۔ کہ ہندوؤں کی اکثریت میں ابھی تک ان کے متعلق عدل و انصاف کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوا۔ اور وہ ان کے متعلق اپنی مذہبی کتب کے احکام کو آج بھی اپنے لئے اسی طرح واجب العمل سمجھتے ہیں۔ جس طرح پہلے سمجھتے تھے۔ وہاں یہ خوشی کی بات بھی ہے۔ کہ گاندھی جی ان کو پھنسانے کے لئے جو جال تیار کر رہے ہیں۔ اور جس میں ممکن تھا کہ کئی سادہ لوح پھنس جاتے۔ عام ہندوؤں کی مخالفت کی وجہ سے شائد وہ تیار ہی نہ ہو سکے ؛

ہندوؤں کی فطری غداری

یہ تاریخی حقیقت کئی بار بے نقاب ہو چکی ہے۔ کہ بے وفائی اور غداری ہندو فطرت کا ایک جزو ہے اور اپنی رفتار طبیعت سے ہندو مجبور رہے۔ کہ جس درخت کے سایہ میں آرام پائے۔ اسی کی جڑوں پر کلہاڑا چلائے۔ ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں نے اس قوم کو ترقی کرنے کے جس قدر مواقع بہم پہنچائے۔ اتنے کبھی کسی ہندو حکمران کے زمانہ میں بھی میسر نہ آئے ہونگے۔ لیکن مسلمان بادشاہوں کی لاتعداد مہربانیاں اس محسن کش قوم کی فطرت کو تبدیل نہ کر سکیں اور یہ لوگ ہمیشہ سازشیں اور بغاوتیں کر کے مسلمان حکمرانوں کے لئے مشکلات پیدا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ انگریزوں کا ہندوستان پر قبضہ ہو گیا ؛

انگریزی عہد حکومت میں تمام اقتدار ہندوؤں کے ہاتھ آ گیا۔ سب بڑے بڑے عہدے ان کے قبضہ میں دے دیئے گئے۔ تمام محکمے ان کے سپرد کر دیئے گئے۔ اور مسلمان زمینداروں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی حکومت انگلشیہ۔ مالیانہ اور آبیانہ وغیرہ کی صورت میں وصول کر کے ہندوؤں کے حوالے کرتی رہی۔ تعلیمی۔ اقتصادی۔ معاشرتی۔ اور سیاسی غرض کہ ہر طرح کا غلبہ ان کو حاصل ہو گیا۔ لیکن اب انگریز کے ساتھ یہ قوم جو کچھ کر رہی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ ہندو فطرتاً غدار اور بے وفا ہے۔ اس سے کسی قسم کی بھلائی کی امید رکھنا قطعاً فضول ہے ؛

ہمارے اس بیان پر ہندو بہت چیں بجبیں ہوا کرتے ہیں لیکن اب خود ہی پنڈت نانک چند صاحب بیرسٹر کی زبان سے اس حقیقت کا اظہار اپنے اخبارات میں کر رہے ہیں۔ "پرتاپ" (۱۹ - فروری) نے پنڈت جی کی ایک تقریر کا اقتباس درج کیا ہے۔ جس میں آپ فرماتے ہیں:۔

"پہلے ہندوؤں نے مسلمانوں سے حکومت لے کر انگریزوں کے حوالہ کی۔ اور اب انگریزوں سے لیکر مسلمانوں کے حوالہ کرے گا"

اگر ہندو یوں کر سکیں۔ تو یہ ان کی گزشتہ غلطیوں کا کفارہ ہوگا۔ لیکن یہ کبھی ہو نہیں سکتا۔ ہاں اس سے یہ ظاہر ہے۔ کہ حکومتوں کے خلاف سازشیں کر کے انہیں زیر و زبر کرنے کی کوشش کرنا ہندو قوم کا خاصہ ہے۔ پہلے انہوں نے اسلامی حکومت مٹائی۔ اور اب انگریزی حکومت کے درپے ہیں ؛

حکومت برطانیہ اگر چاہے۔ تو ان الفاظ سے موجودہ ایجی ٹیشن کی صحیح تاریخ اور اس کے بند کرنے کا حقیقی طریق معلوم کر سکتی ہے۔

آریہ سماج کا تنزل

آریہ سماج کے مذہبی لحاظ سے مُردہ ہو جانے کی شہادتیں جب خود آریوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں۔ تو ان کے جواب میں آریہ اخبارات ایک ہی بات کہا کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ آریہ سماج نے پنجاب میں کالجوں اور سکولوں کا جال پھیلا دیا ہے اور تعلیم کا جو چرچا آریہ سماجیوں میں ہے۔ وہ اور کسی قوم میں نہیں اس سے ظاہر ہے۔ کہ آریہ سماج مر نہیں رہی۔ بلکہ ترقی کر رہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہی تعلیمی ترقی آریہ سماج کے لئے موت کا باعث بن رہی ہے۔ کیونکہ ہندو نوجوان نئی تعلیم کی روشنی میں ویدک دھرم کی دقیانوسی باتوں کو ناقابل تسلیم اور ناقابل عمل قرار دے کر کھلم کھلا ان کی مخالفت کرنا ضروری سمجھتے ہیں ؛

اس حالت کو دیکھ کر اب خود آریہ کہہ رہے ہیں۔ کہ کالج اور سکول آریہ سماج کے لئے مفید نہیں۔ بلکہ سخت نقصان رساں ثابت ہو رہے ہیں۔ چنانچہ "پرکاش" (۵ - فروری) لکھتا ہے:۔

"ہمارے جن بھائیوں نے سب سے پہلے کالج اور سکول کھولے وہ بھی

اسمہ احمد کے متعلق غیر احمدیوں کے سوالات اور ان کے جواب

مولوی عمر الدین شملوی کے اعتراضات

"پیغام صلح" ۱۹ جنوری ۱۹۳۳ء کے پرچہ میں "اسمہ احمد" کے عنوان سے مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا ایک مضمون درج ہے جس کے شروع میں "غیر احمدیوں کے سوالات" کی سرخی قائم کی گئی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ سوالات جن کو مولوی عمر الدین شملوی نے غیر احمدیوں کی طرف منسوب کیا ہے ان کی اپنی تحریر اور اپنے ہی تراشیدہ سوالات ہیں۔ آپ قیام دہلی کے ایام میں ایک دن درس میں آئے۔ اور ایک غیر احمدی مولوی کو بھی ساتھ لائے۔ کہ یہ مولوی صاحب سوالات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ درس میں خاص مسائل کے متعلق احباب استفسار کرتے ہیں۔ جن کے جوابات کے لئے درس کا وقت مخصوص کیا گیا ہے۔ آپ مولوی صاحب سے کہیں کہ سارا دن مجھے فراغت رہتی ہے۔ دن کے کسی وقت میں آپ تشریف لائیں۔ اور ان سوالات کا جواب لے لیں۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب تو سائل نہ تھے۔ بلکہ ان کے پردہ میں مولوی عمر الدین اپنی آواز پیش کرتے تھے۔ اس لئے غیر احمدی مولوی صاحب کے متعلق پھر کبھی معلوم نہ ہوسکا۔ کہ وہ کہاں گئے اگر فی الواقعہ وہی سائل ہوتے۔ اور محققانہ حق جوئی کی غرض سے اپنے اندر تڑپ رکھتے تھے۔ تو کبھی کسی دن تو تشریف لاتے۔ مگر وہ کبھی نہیں آئے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ مولوی عمر الدین صاحب کی ہی یہ کارستانیاں تھیں۔ کہ غیر احمدیوں کے ساتھ ملکر انہیں اعتراضات سکھا کر لاتے۔ کہ احمدیوں پر یہ یہ [illegible] کرو۔

چنانچہ پیغام صلح ۱۹ جنوری کے پرچہ میں انہوں نے "از مولوی عمر الدین صاحب شملوی" لکھ کر غیر احمدیوں کے قائم مقام ہوکر اور ان کی روح رواں اور انکا قلب و زبان بن کر ہم پر سوالات کئے ہیں۔ ان سوالات کی عبارت گو بہت سی لغو اور بے معنی ہے۔ لیکن ہم نے کوشش کی ہے۔ کہ قریباً سب کی سب نقل کر دی جائے۔ تا جوابات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

سوال اوّل

حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے احمد کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ "مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" سب سے پہلے لفظ رسول قابل توجہ ہے۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں یہ لفظ مستقل اور تشریعی نبیوں کے لئے آیا ہے۔ اور عیسیٰ کی زبان میں رسالت سے مراد ظلی رسالت ہو ہی نہیں سکتی۔ اور صحف اولےٰ میں نبوت و رسالت سے جو مراد ہے وہی نبوت و رسالت حضرت عیسےٰ کی مراد ہے۔ پس اس پیشگوئی کا مصداق بھی صاحب رسالت حقیقی حضرت محمد صاحب صلعم ہی ہیں۔ نہ کہ حضرت مرزا صاحب جو اصطلاح صحف اولےٰ میں نہ نبی ہیں نہ رسول

جواب

اس سوال کا خلاصہ دو امر ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ کی زبان میں رسالت سے مراد ظلی رسالت ہو نہیں سکتی۔ دوم یہ کہ جب صحف اولےٰ میں نبوت و رسالت سے مراد ظلی نبوت و رسالت نہیں۔ بلکہ حقیقی ہے۔ تو اس پیشگوئی کا مصداق بھی صاحب رسالت حقیقی یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوسکتے ہیں۔ جواباً عرض ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے صحیح مسلم کی حدیث میں جو نواس بن سمعان سے مروی ہے۔ کہ آنیوالا مسیح نبی اللہ ہوگا۔ اور ایک ہی حدیث میں اسے چار دفعہ نبی اللہ کے لقب سے یاد فرمایا۔ اور یہ ثابت ہے۔ کہ اس آنے والے مسیح موعود سے مراد مسیح اسرائیلی جو فوت شدہ ثابت ہیں۔ وہ تو ہو نہیں سکتے۔ تو اس صورت میں کیا مسیح موعود سے جو آیت استخلاف کے الفاظ منکم اور کما کے رو سے اور حدیث اماماکم منکم کے رو سے مسیح محمدی اور امت محمدیہ کا ایک فرد ثابت ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ قرآن کی اصطلاح میں لفظ نبی اور رسول مستقل اور تشریعی نبیوں کے لئے آیا ہے۔ اسے مسیح موعود پر چسپاں ہونے نہیں دینگے۔ اگر نہیں۔ کہ مسیح موعود نبی اور رسول ہوگا۔ تو اس مسیح موعود کو حضرت مرزا صاحب کی حیثیت میں امت محمدیہ کا ایک فرد قرار دیں۔ تو صحف اولیٰ والی اصطلاح کے خلاف صورت پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر اس اصطلاح کے خلاف آنے والے مسیح موعود کو نبی قرار دیں تو یا نئی اصطلاح گھڑ کر اسے ظلی بروزی نبی قرار دیں۔ جسکا یہ مطلب ہے۔ کہ مسیح محمدی کی نبوت یا رسالت اسلام اور نبی اسلام کے فیوض اتباع سے ہے نہ الگ نبوت جو اسلام اور پیغمبر اسلام سے بے تعلق ہو۔ یا آنے والے مسیح موعود کے نبی ہونے کا ہی انکار کر دیں۔ اور پھر انکار نبوت و رسالت سے کفر کے مرتکب ہوجائیں

لیکن اصل بات یہ ہے۔ کہ نفس نبوت و رسالت بلحاظ اپنی حقیقت کے ایک ہی چیز ہے۔ یعنی کثرت مکالمہ مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ پر اطلاع اور اس لحاظ سے تمام انبیاء اور مرسلین کی نبوت و رسالت میں کچھ فرق نہیں۔ ہاں شریعت والی نبوت یا بلا امتی ہونے کے حاصل ہونے والی نبوت یا امتی ہونے کے واسطے سے حاصل ہونے والی نبوت ان میں سے ہر ایک قسم کی نبوت کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ کی شرط سے خالی نہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جو نبوت شرائط نبوت سے نبوت قرار دی جائے گی۔ وہ اپنے حقیقی معنوں کے لحاظ سے نبوت کے نام سے ہی موسوم ہوگی۔ اور اس منصب سے متصف ہونے والا انسان نبی ہی ہوگا۔ نہ غیر۔ پس اس صورت میں مسیح کی بشارت جو احمد رسول کے متعلق دی گئی۔ نفس نبوت یا رسالت کے لحاظ سے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبع اور امتی کے حق میں ہو۔ جو شان محمدیت کے دکھانے کے لئے احمدیت کی شان رکھنے والا ہو۔ اور احمد ہوکر آئینۂ محمد نما ہو۔ تو اس میں کونسا استحالہ اور اشکال پیدا ہوسکتا ہے۔

سوال دوم

"من بعدی کے الفاظ سے پایا جاتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معاً بعد جو نبی آئے گا۔ وہ احمد رسول ہوگا۔ حضرت مسیح موعود نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اس لئے اس بشارت کے مصداق آنحضرت ہی ہیں۔ نہ کہ مسیح موعود۔ جو کہ آنحضرت کے بھی ۱۳ سو برس بعد میں ظاہر ہوئے"

جواب اوّل

من بعدی کے الفاظ سے معاً بعد کا مطلب غیر احمدیوں کے عقائد کے لحاظ سے اگر بعد رفع بجسدہ العنصری الی السماء کے لحاظ سے بعدیت مراد ہے۔ تو مسیح اپنے اس بشارتی قول کے وقت زندہ تھے۔ اگر بعد سے وفات مسیح کی بعدیت مراد ہے۔ تو مسیح کی موت احمد رسول کے ظہور سے پہلے انہیں تسلیم کرنا چاہیئے۔ اور بصورت حیات مسیح احمد رسول کی تصدیق بباعث عدم تحقیق بعدیت مسیح ہو نہیں سکتی۔ بلکہ احمد رسول کے دعوے پر زد پڑتی ہے۔ کیونکہ نعوذ باللہ آپ حیات مسیح

کی حالت میں مدعی ہونے کے باعث اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ٹھہرتے ؛

جواب دوم

بعد سے مراد ایسی بعدیت ہو سکتی ہے۔ جو قرآن سے موعود کو مختص کر سکے۔ مثلاً قوم جن کا یہ قول کہ یاقومنا انا سمعنا کتاباً انزل من بعد موسیٰ اس من بعد موسیٰ کے یہ معنی نہیں۔ کہ اس سے مراد وہ کتاب ہے۔ جو عیسیٰ سے یا بعد داؤد علیہ السلام پر بصورت زبور اتری یا مسیح علیہ السلام پر انجیل کی صورت میں نازل ہوئی۔ بلکہ اس بعدیت سے مراد موسیٰ کے بعد کی وہ بعدیت مراد ہے۔ جو موسیٰ کے بعد دو ہزار سال کے قریب۔ کی بعدیت کے معنوں میں ظہور میں آئی۔ اور کتاباً انزل من بعد موسیٰ میں کتاب سے مراد بجائے زبور و انجیل کے قرآن کریم مراد لیا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بعدیت کے لئے ضروری نہیں۔ کہ قریب کی بعدیت ہو۔ یا دور کی۔ محل مصداق کے لحاظ سے بعدیت کی مراد جونسی بھی درست بیٹھے وہی درست اور صحیح تسلیم ہوگی پس اس صورت میں جب موسےٰ کے بعد کی بعدیت قریب کی بعدیت کے بعد دو ہزار سال کی بعدیت تک مراد لی جا سکتی ہے۔ تو اسی مدت کے قریب کی بعدیت مسیح موعود کے لئے کیوں مراد نہیں لی جا سکتی ؛

جواب سوم

بعد ظرف ہے۔ جو کبھی ظروف کے معنی بھی دیتا ہے جیسے جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا کا فوق اور لا نبی بعدی کا بعد۔ فوق کے معنی فوقیت والے یعنے فائقین اور بعد کے معنے بعدیت والا پس من بعد کے معنے ہوئے۔ کہ احمد رسول میرے بعد کا رسول نہیں۔ بلکہ میرے بعد آنیوالے رسول سے آئے گا۔ اس جگہ من بعدی کا من نسبت کے اظہار کے معنوں میں ہوگا۔ جیسے حضرت ابراہیم کا قول ہے۔ کہ فمن تبعنی فانہ منی۔ کہ جو میری تابعداری کرے۔ وہ مجھ سے ہے یعنی وہ میرا ہے۔ یا جیسے امرالقیس کا یہ کلام کہ ففاضت دموع العین منی صبابۃً الغین منی یعنی میری آنکھ یعنے غلبہ محبت کے باعث میری آنکھ کے آنسو جاری ہو گئے۔ ہاں اسی آنکھ سے جو مجھ سے ہے یعنی میری ہے۔ اور یہ بات حالات اور کوائف کے لحاظ سے بالکل بجا اور درست بھی ہے۔ اس لئے کہ احمد رسول بوجہ احمدیت اور تفضیل حامدیت کے محمدؐ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ احمدیت کے لحاظ سے کسی محمد کا مقتضی ہے۔ کیونکہ محمدیت کا مقام حامل شریعت کا ہے۔ اور احمدیت کا تابع شریعت کا۔ اور محمدیت مطاعیت کو چاہتی ہے۔ اور احمدیت مطیعیت اور اطاعت کو اور پھر محمدیت مرتبہ افاضہ پر ہے۔ اور احمدیت مرتبہ استفاضہ پر۔ پس یہ معنے کہ احمد رسول بعد والا رسول نہیں۔ بلکہ بعد والے رسول محمدؐ سے بشانِ احمدیت ظاہر ہونے والا ہے۔ تو یہ معنی درست ثابت ہوتے ہیں۔ ہاں احمد کی احمدیت چونکہ اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ اس کے لئے کوئی محمد ہو۔ اور محمد کی محمدیت چاہتی ہے کہ اس کے لئے کوئی احمد ہو۔ پس اس لزوم کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ احمد رسول کی پیشگوئی بوجہ تعلق و لزوم کے محمدؐ کی پیشگوئی پر بھی مشعر اور دال ہے۔

لیکن احمد رسول جو محمدؐ رسول کا نائب ہے۔ مسیح نے اپنی مماثلت کے لحاظ سے اسے ظاہریت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور محمدؐ رسول کی جو مغیب ہے۔ اس کا ذکر اشارہ اور کنایہ کے طور پر۔ اور اس کا سبب یہ ہے۔ کہ احمد رسول اسرائیلی ہے۔ اور محمدؐ رسول اسماعیلی خاندان کا رسول ہے۔ پس مسیح اپنی قوم بنی اسرائیل کو مخاطب کرتا ہوا انہی معنوں میں اسرائیلیوں کے لئے مبشر ہو سکتا تھا۔ کہ جس احمد رسول کی وہ بشارت دیتا ہے۔ وہ بنی اسرائیل کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہو۔ لیکن اگر احمد رسول سے محمدؐ رسول مراد لیا جائے جو نہ نسلی لحاظ سے اسرائیلی ہیں۔ نہ ہی مذہبی اور ملی لحاظ سے۔ تو اس صورت میں مسیح کا اسرائیلیوں کو مخاطب کر کے ایسے احمد رسول کی بشارت سنانا۔ جس کے آنے پر اسرائیلیوں کی شریعت کا خاتمہ ہو جانا تھا۔ اور نسل کے لحاظ سے بھی وہ اسرائیلی نہ تھا۔ ان کے لئے خوشکن نہ ہو سکتی تھی۔ پس اس سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح کی بشارت کا صحیح مصداق وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جو اگرچہ مذہبی اور ملی لحاظ سے اسرائیلی نہ ہو۔ لیکن کسی دوسری صورت کے لحاظ سے تو بنی اسرائیل کے لئے باعث بشارت ہو سکتا ہو۔ جیسے کہ مسیح موعود جو نسلاً بنی اسرائیل سے ہیں۔ ان کا احمد رسول ہونا اسرائیلیوں کے لئے واقعی ایک خوشکن بشارت ہے۔ اور العود احمد کا فقرہ بھی آپ ہی کو بشارت احمد رسول کا مصداق ٹھہراتا ہے۔ اس طرح پر کہ مسیح اسرائیلی اسرائیلی قوم کے رسول ہیں۔ اور مسیح اسرائیلی کی آمد ثانی کے مسلمان اور عیسائی سب منتظر ہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ آمد ثانی والا رسول ہی اپنے عود کی وجہ سے احمد رسول کے معنوں کا مصداق ہو سکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مسیح کی آمد ثانی کا مصداق کسی نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ اسی رسول کو ٹھہرایا ہے۔ جس نے آنحضرت صلعم کے بعد آنا ہے۔ اور پھر اسے مسیح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اب اگر یہ امر واقع ہے۔ کہ مسیح اسرائیلی فوت ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے بعینہٖ نہیں آنا۔ بلکہ ایلیاہ کی دوبارہ آمد کی طرح ان کا آنا مثیل کی صورت میں ہونا ہے۔ تو اس صورت میں مسیح کا دوبارہ آنا العود احمد کا مصداق اسی شخص کو ٹھہرائے گا۔ جو مسیح کی دوبارہ آمد کا مظہر ہوگا۔ اور اس کا خاندانی اور نسلی لحاظ سے اسرائیلی سلسلہ سے تعلق رکھنا اور پہلے مسیح کی طرح اسرائیلی قوم سے ہی ظاہر ہونا یہ امر بھی اسی کو العود احمد کا مصداق ٹھہراتا ہے۔ جو خونی اور نسلی رشتہ کے لحاظ سے پہلے مسیح کی طرح اسرائیلی ہو۔ نہ کہ اسماعیلی حضرت مسیح موعود ... فرماتے ہیں فاعلم ان عیسیٰ الموعود احمد وان احمد الموعود عیسیٰ ... موعود کو احمد کہو۔ یا احمد موعود کو عیسےٰ کہو ایک ہی بات ہے" (سر الخلافہ)

سوال سوم

"اسمہٗ احمد میں جو لفظ احمدؐ ہے۔ وہ بطور علم کے ہے اور ہر شخص جانتا ہے۔ کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دو ہی نام تھے۔ ایک محمدؐ اور ایک احمدؐ خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ یہ دونوں آنحضرتؐ کے وہ نام ہیں۔ جو ازل سے خدا تعالیٰ نے آپ کے لئے مخصوص رکھے تھے۔ اور اپنے آپ کو اگر احمدؐ کہا۔ تو بلحاظ صفت احمدیت کے کہا۔ اور ظلی طور پر اپنا نام احمدؐ بتایا۔ نہ حقیقی طور پر۔ اس لئے حضرت مسیح موعود حقیقی طور پر اس پیشگوئی کے مصداق نہیں۔ بلکہ اصل مصداق تو آنحضرت صلعم ہیں۔ اور صفتی طور پر حضرت مرزا صاحب بھی احمدؐ ہیں۔ ورنہ در اصل آپ کا اسم گرامی غلام احمدؐ ہے۔ اگر رسول اکرم صلعم احمد نہ تھے۔ تو مرزا صاحب غلام کس احمدؐ کے تھے۔ کیا آپ اپنے غلام تھے"

جواب

سیدنا حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب لجۃ النور کے ص۶ پر فرماتے ہیں:۔

انا المسیح من اللّٰہ باحمد مع اسماء اخریٰ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے میرا نام احمد رکھا گیا۔ اور ایسا ہی مجھے اور ناموں سے بھی نامزد فرمایا گیا ہے۔ اور کتاب ایام الصلح کے ص۱۵ پر فرماتے ہیں "اور جس طرح بعض صفات کے لحاظ سے امام موعود کا نام احمد اور محمدؐ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح بعض دوسری صفات کے لحاظ سے عیسےٰ اور مسیح ابن مریم رکھا گیا"۔ ایسا ہی مظہر فرماتے ہیں: "خدا کے نزدیک اس مجدد کا نام احمدؐ اور محمدؐ ہوگا"۔ اور ص۱۵۸ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ "ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا۔ کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذل ہے"۔ پھر فرماتے ہیں۔ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے عبد کہلاتے ہیں۔ کہ خدا نے محض اپنے تصرف اور تعلیم سے ان میں علمی کمال پیدا کیا۔ اور ان کا نفس راہ کی طرف اپنی تجلیات کے گزر کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا۔ اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے۔ ان میں پیدا کی۔ پس وہ علمی حالت کے لحاظ سے مہدی ہیں۔ اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل ان میں پیدا ہوئے عبد ہیں"۔ پھر فرماتے ہیں "چونکہ مہدی اور موعود کو بھی عبودیت کا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا۔ اس لئے مہدی موعود میں عبد کے لفظ کی کیفیت غلام کے لفظ سے ظاہر کی گئی۔ یعنے اس کے نام کو غلام احمد کر کے پکارا گیا۔ یہ غلام کا لفظ اس عبودیت کو ظاہر کرتا ہے۔ جو ظلی طور پر مہدی موعود میں بھی ہونی چاہیئے۔ فتدبر"

امید ہے۔ کہ مولوی عمر الدین اور ان کے ہم مشرب غیر احمدی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوپر کے الفاظ سے محمدؐ احمد

تمدن اسلام

اسلام کے آداب مذہبی

ہندوستان اور مذہبی اختلاف

دنیا کے ہر ملک میں بالعموم اور ہندوستان میں بالخصوص مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں۔ اور یہاں مذہبی اختلافات کی شدت کی وجہ سے آئے دن فسادات اور باہم سر پھٹول کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ اس صورت حالات نے سیاسی لیڈروں کو سخت پریشان کر رکھا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جب تک ہندوستان کی مذہبی روح کو فنا نہ کیا جائے گا۔ ملک میں سیاسی اتحاد دشوار ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ سیاسی لیڈر جو متحدہ قومیت کی بنیاد ہندوستان میں ڈالنا چاہتے ہیں لامذہبیت اور دہریت کیطرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت کئی سیاسی لیڈر ایسے ہیں۔ جنہیں مذہب سے کوئی سروکار نہیں۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو مذہب کا سخت مخالف ظاہر کرتے ہیں ؛

مذہب سے بیزاری کی وجہ

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جن مذاہب سے ایسے لوگوں کا تعلق ہے۔ ان کی تعلیم اس قدر تعصب اور دوسروں کے ساتھ نفرت کی تلقین سے لبریز ہے۔ کہ اس کے مطالعہ نے انہیں یہ رائے قائم کر دینے پر مجبور کر دیا۔ کہ مذہب کی موجودگی میں مختلف ملل میں اتحاد ممکن نہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ایسے مخالف مذہب لوگوں میں بعض نام نہاد مسلمان بھی ہیں۔ لیکن دراصل اسلام سے ان کو کوئی تعلق نہیں۔ اور ان کی یہ رائے محض اسلام سے ناواقفیت کے نتیجہ میں ہے۔ ؛

اسلام کا تعاضائے کمال

یہ قطعاً ناممکن ہے۔ کہ دنیا سے مذہبی اختلاف بالکل مٹ جائے۔ اس کا موجود رہنا ضروری اور لابدی ہے۔ اس لئے بحیثیت کامل مذہب اسلام کا فرض تھا۔ کہ ایک ملک میں مذہبی اختلاف موجود ہونے کی صورت میں کوئی ایسی شاہراہ تجویز کرتا۔ کہ مختلف عقائد و خیالات کے لوگ امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ اور اسلام نے اپنے اس فرض کو باحسن وجوہ پورا کیا ہے۔ مذہب کو سرمایۂ تفریق و انشقاق سمجھنے والے لوگ اگر ان اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اسلام نے تجویز کئے ہیں۔ اپنے مذاہب پر قائم رہیں۔ تو اس اختلاف عقائد کے باوجود باہم صلح و آشتی اور محبت و اتحاد ممکن ہے۔ اس ضمن میں اسلام کے بعض پیشکردہ آداب مذہبی درج کئے جاتے ہیں ؛

فسادات کی وجہ

باہم فساد اور عداوت ایک تا دوسرے فریق کی طرف سے دوسرے کے مذہب یا عقیدہ کے استخفاف سے پیدا ہوتی ہے ایک شخص اپنے مذہب کو بیان کرتے ہوئے دوسرے کے مذہب کا استخفاف و استہزاء کرے گا۔ یا دوسرا جواب دیتے ہوئے اپنے مخالف کے مذہب کا مضحکہ اڑا کر اس کے پیروؤں کی دلآزاری کرے گا۔ اور ہندوستان میں فتنہ و فساد زیادہ تر اسی باعث پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن ایسے موقعہ کے لئے اسلام نے ایسی پر امن اور بیش قیمت تعلیم دی ہے۔ کہ اگر اس پر عمل کیا جائے۔ تو ایسی ذہنیت کے موجود ہونے کے باوجود کسی قسم کی بدامنی پیدا نہیں ہو سکتی ؛

طریق تبلیغ

اسلام ایک طرف تو تبلیغ کو فرض قرار دیتا ہے۔ یعنی اپنے ماننے والوں کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ کہ اس کی پیشکردہ تعلیم کو دوسروں کے سامنے پیش کر کے انہیں اس چشمۂ روحانی سے سیراب ہونے کے مواقع بہم پہنچائیں۔ لیکن ساتھ ہی نہایت تاکید کے ساتھ ارشاد فرماتا ہے۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن (سورہ نحل) یعنے تم لوگوں کو اسلام کی طرف ضرور بلاؤ۔ مگر بے ہودہ اور دلآزار طریق سے نہیں بلکہ نہایت عمدہ پیرایہ میں۔ جو حکمت و موعظت پر مبنی ہو۔ جس کے اندر حسن پایا جائے بدتہذیبی یا ناشائستگی کا شائبہ نہ ہو ؛

دوسروں کے جذبات کا احترام

پھر ارشاد فرمایا لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ یعنے مشرک لوگ جن معبودان باطلہ کو اللہ تعالےٰ کا شریک سمجھ کر پوجتے ہیں۔ ان کے لئے بھی کوئی دلآزار کلمہ مونہہ سے نہ نکالو۔ تا ان کی تنظیم کرنے والوں کی دلشکنی یا دلآزاری ہو کر کسی قسم کا فتنہ یا فساد برپا نہ کر دے ؛

اعرض عن اللغو کی تلقین

غور کرو کسقدر مصالحت اور امن پسندی پر مبنی تعلیم ہے۔ اور ہندوستان کے لوگ اسے اگر مدنظر رکھیں۔ تو کس طرح آئے دن کی سر پھٹول اور جوتم پیزار کا سلسلہ بند ہو سکتا ہے۔ پھر ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ آدمی خود تو دوسرے کے مذہب کی توہین نہ کرے اس کے ماننے والوں کی دلآزاری کا باعث نہ بنے۔ لیکن ایسی صورت میں کہ دوسرا اس کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگا کر اشتعال انگیزی کرے۔ تو کیا روش اختیار کی جائے۔ اس کے متعلق بھی اسلام نے نہایت ہی پر امن تعلیم دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بها ویستهزء بها فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ یعنے جس وقت مخالفین اسلام استہزاء کر رہے ہوں۔ تو تمہیں چاہیئے۔ کہ وہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ اور جب تک وہ اس غیر مہذبانہ طریق گفتگو کو ترک کر کے شرافت کے ساتھ بات چیت نہ کرنے لگیں۔ ان کے پاس مت پھٹکو ؛

جائے غور ہے۔ کہ اسلام نے سخت اشتعال انگیزی کے موقعہ پر فساد سے بچ جانے کی کسقدر تاکید فرمائی ہے۔ دنیا میں اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب نہ پاؤ گے۔ جو بظاہر ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی ایسی تفصیل اور پر امن تعلیم دے ؛

ایک صلح پرور اصل

ان باتوں کے علاوہ اسلام نے ایک اور نہایت ضروری بات بیان کی ہے جسے اگر مدنظر رکھا جائے۔ تو ملکی فضا میں نہایت خوشگوار تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ اسلام نے بتایا ہے کہ وان من امة الا خلا فیها نذیر۔ اور لکل قوم هاد۔ یعنے دنیا کی ہر قوم خدا تعالےٰ کی رحمت سے مستفیض ہوتی رہی ہے۔ اور جس طرح دنیوی لحاظ سے اس کی ربوبیت اپنے اندر عمومیت کا رنگ رکھتی ہے۔ اور کوئی قوم۔ کوئی ملک اور دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں۔ جو اس کی ربوبیت سے فائدہ نہ اٹھا رہا ہو۔ اسی طرح روحانی ربوبیت کا سلسلہ ہے۔ اور دنیا کی کسی قوم کو خواہ وہ مہذب یا غیر مہذب گوری ہو۔ یا کالی۔ وحشی ہو۔ یا متمدن انبیاء کے وجود سے محروم نہیں رکھا گیا۔ اور اس طرح گویا مسلمانوں کو حکم دیدیا۔ کہ وہ کسی بانی مذہب کو بنظر حقارت نہ دیکھیں۔ بلکہ سب کو اللہ تعالےٰ کا مرسل و پیغمبر یقین کرتے ہوئے ان کی تعظیم و تکریم کریں ؛

اتحاد کا آسان طریق

اسلام کے تعلیم کردہ آداب مذہبی پر اگر دنیا کی دوسری قومیں عمل کریں۔ تو بہت حد تک باہم تنافر اور عداوت دور ہو سکتی ہے۔ مثلاً ہندوستان کے ہندو اگر اتنا ہی کریں کہ جسطرح مسلمان ان کے بزرگوں کی تعظیم کرتے۔ اور اپنے مذہبی عقیدہ کے رو سے انہیں نبی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ اسی طرح وہ بھی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالےٰ کا فرستادہ اور برگزیدہ ماننے لگ جائیں۔ اور حضور علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات کے متعلق بدگوئی اور دشنام طرازی کا شیوہ ترک کر دیں۔ تو چشم زدن میں ہندوستان میں اتحاد ممکن ہو سکتا ہے ؛

نظارتوں کے اعلانات

تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدہ داران کے تقرر کی منظوری یکم فروری ۱۹۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۴ء تک پندرہ ماہ کے لئے دی جاتی ہے۔ ضرورتاً ان میں جو تغیر و تبدل ہو۔ اس کی منظوری پھر حاصل کی جائے۔

جماعت احمدیہ سری نگر

پریذیڈنٹ — خواجہ محمد اسماعیل صاحب تاجر چرم
جنرل سکرٹری — خواجہ غلام حسین شاہ صاحب
جائنٹ سکرٹری — خواجہ صدر الدین صاحب
سکرٹری تبلیغ — مولوی عبد العزیز صاحب دالوی
فنانشل سکرٹری — خواجہ حبیب اللہ صاحب
محاسب — خواجہ غلام حسین شاہ صاحب

جماعت احمدیہ نیروبی

پریذیڈنٹ — سید معراج الدین صاحب
جنرل سکرٹری — سید محمود اللہ شاہ صاحب
سکرٹری تبلیغ — سید معراج الدین صاحب
سکرٹری وصایا — ڈاکٹر عمر الدین صاحب
محاسب — " "
امام الصلوٰۃ — چوہدری عبد السلام صاحب بھٹی

جماعت احمدیہ بنوں

پریذیڈنٹ — ملک عزیز احمد صاحب
سکرٹری امور عامہ — بابو احمد اللہ صاحب
سکرٹری مال — سردار محمد صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — عبد الکریم صاحب
سکرٹری تبلیغ — " "

تقرر عہدہ داران جماعت احمدیہ لکھنؤ

(صرف ۳۰ اپریل ۱۹۳۳ء تک کے لئے)

پریذیڈنٹ — سیٹھ خیر الدین احمد صاحب
فنانشل سکرٹری — مرزا حسام الدین صاحب
جنرل سکرٹری — شیخ محمد عثمان صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — مرزا برکت علی صاحب
سکرٹری تبلیغ — چوہدری احمد جان صاحب

جماعت احمدیہ رینالہ اسٹیٹ

میاں عبد الرزاق صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چونکہ تبدیل ہو گئے ہیں۔ اس لئے ان کی جگہ جماعت کے انتخاب پر چوہدری حاکم علی صاحب رسالدار چک ۱۲ کا تقرر منظور کیا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ احمدی پور ضلع جہلم

جنرل سکرٹری — میاں غلام مصطفےٰ صاحب
سکرٹری تبلیغ — بابو عبد الغنی صاحب
سکرٹری امور عامہ — چوہدری اللہ داد خان صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — میاں غلام حسین صاحب
اسسٹنٹ " — چوہدری اللہ دتا صاحب
سکرٹری مال — ڈاکٹر محمد صادق صاحب
لائبریرین — چوہدری محمد فاضل صاحب

یہ انتخاب یکم فروری ۱۹۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۴ء تک منظور ہے۔

جماعت احمدیہ فیروزپور شہر

جماعت احمدیہ فیروزپور کے عہدہ داران میں سے اکثر احباب چونکہ وہاں سے تبدیل ہو چکے ہیں۔ اس لئے جماعت نے مندرجہ ذیل نیا انتخاب کیا ہے۔ جسے ۲۰ فروری ۱۹۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۴ء تک منظور کیا جاتا ہے۔

جنرل سکرٹری شہر و علاقہ — بابو نواب الدین صاحب
اسسٹنٹ " " — بابو محمد جمیل احمد صاحب
سکرٹری تبلیغ شہر — میاں محمد علی صاحب
محاسب " " — بابو محمد عثمان صاحب
سکرٹری ضیافت — مولوی محمد حسین صاحب
لائبریرین — بابو محمد حبیب صاحب
مہتمم ایجنسی اخبارات — بابو چراغ الدین صاحب

نوٹ:- امور عامہ۔ وصایا۔ تعلیم و تربیت کا کام جنرل سکرٹری کے سپرد رہیگا۔ (ناظر اعلیٰ)

ضروری اطلاع

مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے چونکہ ولایت تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے تا اطلاع ثانی ان کی جگہ چوہدری برکت علی خان صاحب کو سکرٹری دار الانوار کمیٹی مقرر کیا جاتا ہے۔ حصہ داران کمیٹی دار الانوار مطلع رہیں۔ (ناظر اعلیٰ)

چندہ کی وصولی کیلئے قابل تعریف کوشش

بعض انجمنوں میں چندہ کی وصولی کے متعلق نقائص معلوم ہونے پر نیز مطابق بجٹ چندہ وصول نہ ہونے کی وجہ سے۔ عہدہ داران انجمن ہائے احمدیہ کو بذریعہ خطوط و اعلانات دسر کار توجہ دلائی گئی تھی۔ اس کے جواب میں مندرجہ ذیل انجمنوں کے عہدہ داران نے اطلاع دی ہے۔ جن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

(۱) عبد المجید خان صاحب نوکل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کپورتھلہ۔ لکھتے ہیں۔ چندہ کی وصولی کے لئے باقاعدہ تنظیم کی گئی ہے۔ حلقے مقرر کر کے وصولی کا انتظام مضبوط کیا گیا ہے تا بقایا اور ماہواری چندے باقاعدہ وصول ہوں۔

(۲) بابو عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ رینالہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس جماعت کا چندہ مطابق بجٹ سال تمام تک داخل خزانہ کرا دیا جائیگا۔

(۳) میاں سراج الدین صاحب فنانشل سکرٹری انجمن احمدیہ رینالہ سٹیٹ نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ مطابق بجٹ چندہ پورا کر دیا جائیگا۔

(۴) بابو نواب الدین صاحب جنرل سکرٹری ضلع انجمن فیروزپور تحریر فرماتے ہیں۔ کہ علاقہ فیروزپور کی جماعتوں نے بحیثیت مجموعی اپنا نوماہی بجٹ پورا کر دیا ہے۔ باوجود اس کے کہ قلعہ فیروزپور کے احمدی کارکن نصف کے قریب لاہور تبدیل ہو گئے ہیں۔ پھر بھی بجٹ نوماہی قریباً پورا کر دیا گیا ہے۔

دیگر انجمنوں کے عہدہ داروں اور نمائندگان مجلس مشاورت کو بھی چاہیئے۔ کہ اپنی اپنی کوششوں کے نتیجہ سے اطلاع دیں۔ گو میں جانتا ہوں۔ کہ میری ان تحریکات پر بعض انجمنوں نے چندوں میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ لیکن عہدہ داران کو اپنی اپنی کارگزاری سے اطلاع دینی چاہیئے۔ تا یہ معلوم ہو سکے۔ کہ یہ اضافہ اتفاقیہ ہے یا کارکنوں کی کوشش کے نتیجہ میں ہوا ہے۔ تا رپورٹ میں اس کا ذکر ہو سکے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ادائیگی صدقات کی طرف توجہ کی ضرورت

میں زکوٰۃ و صدقات کی ادائیگی کے لئے خاص طور پر ہر ایک انجمن میں تحریک بھجوا چکا ہوں۔ پھر اخبار الفضل کے ذریعہ بھی تاکید کی گئی ہے۔ لیکن جس رفتار سے ان مدات کا روپیہ وصول ہونا چاہیئے تھا۔ وصول نہیں ہوا۔ جس کی وجہ سے ان مدات کے اخراجات میں سخت روکاوٹ پیدا ہوتی رہتی ہے۔ چونکہ زکوٰۃ کا مصرف خلیفہ وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے اوقات گرامی میں سخت حرج واقعہ ہوتا ہے۔ پس جملہ عہدہ داران جماعت کو چاہیئے کہ وہ بہت جلد اپنی اپنی جماعت کے اہل نصاب دوستوں اور مستورات سے جنہوں نے ابھی تک زکوٰۃ ادا نہیں کی وصول کر کے قادیان بھجوائیں۔

... کے اہتمام میں ہے۔ اس لئے اس مد کی کمی کی وجہ سے مستحقین امداد کے انتظامات میں جو دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کی وجہ سے

کلگی اوتار

سنت اللہ

قرآن مجید کے زبردست معیار ظهر الفساد فی البر والبحر سے یہ امر اظہر من الشمس ہے۔ کہ کسی نبی مصلح رشی یا منی کی بعثت کا وہی زمانہ اور وقت ہوتا ہے۔ جب بے دینی حد سے بڑھ جائے۔ گمراہی ہر طرف پھیل جائے۔ اور فسق و فجور کی تاریکی تمام عالم پر محیط ہو جائے۔ ایسے زمانہ میں جبکہ دنیا میں پاپ اور ادھرم پھیل جائے۔ نیک اعمال کا قحط ہو جائے۔ کلجگ کے دورے میں اندھا دھند ادھرم کی عملداری ہو جاتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ اس وقت ایک اوتار کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجتا ہے۔ تا وہ دنیا میں اس نابود ہو جانے والی راستی اور مٹ جانے والی نیکی کو از سر نو قائم کرے اور ان لوگوں کو جو بے دینی کی راہوں پر گامزن ہو گئے ہوئے ہیں راہ راستی پر لائے۔ اور حقیقی نجات و حیات کا راستہ دکھلائے ؛

اس زمانہ کا اوتار

چنانچہ اسی قدیم سنت کے ماتحت اس زمانہ میں بھی جبکہ لوگوں کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ایک کلگی اوتار کو مبعوث فرمایا۔ تا وہ لوگوں کی بگڑی ہوئی حالت کو درست کرے۔ اور ان کی بے دینی اور گمراہی کی اصلاح فرمائے۔ اور یہ کلگی اوتار جو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی ہیں۔ اور اس امر کا ثبوت کہ یہ زمانہ واقعی کسی اوتار کے آنے کا مقتضی تھا۔ اور وہ اوتار واقعی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث کے علاوہ ہندوؤں کی متبرک کتب سے بھی ملتا ہے۔

مہابھارت کا حوالہ

چنانچہ مہابھارت جو ہندوؤں کی بڑی متبرک کتاب ہے۔ اس میں اس زمانہ کی صاف صاف نشانیاں بتلا دی گئی ہیں۔ جس میں کہ کسی اوتار کو لوگوں کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے۔ چنانچہ [مہابھ]ارت بن پرب ادھیائے ۱۹۰ شلوک ۸ تا ۶۷ میں لکھا ہے "کلجگ کے زمانہ میں اندھا دھند ادھرم (بے دینی) کی عملداری رہتی ہے۔ جھوٹ فریب۔ ہتھیا۔ غصہ۔ لالچ وغیرہ کا دور دورہ رہتا ہے۔ انسان کو خراب افعال سے رغبت۔ اور نیک اعمال سے نفرت ہو جاتی ہے۔ جب تپ (عبادت یا ریاضت) پوجا پاٹھ۔ برت۔ ہون۔ ایسے نیک کام برہمن تک چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور دل کا کیا ذکر خوردنی و ناخوردنی چیزوں کا امتیاز نہیں رہتا۔ جھوٹ بات کو واہیات سمجھتے ہیں۔ کشتریوں کو رعیت پروری سے تنفر رہتا ہے۔ جرأت و بہادری کھو بیٹھتے ہیں۔ ساہوکار۔ سفتوں کی خدمت گزاری سے کچھ کام نہیں رہتا۔ مکور رہتا ہے۔ تو بس یہ کہ جس طرح بنے روپیہ ہاتھ آئے دولت ہی کے فکر میں اندھے رہتے ہیں۔ شودروں وغیروں کا عروج ہوتا ہے۔ دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ غلے بے مزہ۔ پھل بے ذائقہ ہو جاتے ہیں۔ کم عمر لڑکیاں صاحب اولاد ہو جاتی ہیں آٹھ برس کی عمر میں حمل رہ جاتا ہے۔ درختوں کی بارآوری کم ہو جاتی ہے۔ گائیوں کا دودھ گھٹ جاتا ہے۔ اوقات مناسب پر پانی نہیں برستا۔ امساک باراں سے قحط عالمگیر ہوتے ہیں۔ ناخن اور بال بڑھا بڑھا کر لوگ مہاتما بن بیٹھتے ہیں۔ برہم چاری خوب مال اڑاتے ہیں مطلب آشناؤں۔ محسن کشوں کی خوب کثرت ہوتی ہے صادق الاعتقاد اور نیک نیت لوگوں کو چین نہیں ملتا۔ ان کی زندگی کم ہو جاتی ہے پاپی بے فکری سے بہت دنوں تک زندہ رہتے ہیں۔ عورتوں کا چلن بگڑ جاتا ہے۔ ... شراب خانے آباد رہتے ہیں۔ عبادت خانے سنسان۔ جہاں پہلے دھرم ہوتے تھے۔ وہاں بدفعلیوں کی گرم بازاری رہتی ہے۔"

موجودہ زمانہ کی حالت

غور کرو۔ کہ کیا یہ نشانات جو مہابھارت میں لکھے ہیں۔ اس زمانہ پر پوری طرح صادق نہیں آرہے۔ کیا یہ تمام علامات قرآن مجید کے پیشگردہ معیار ظهر الفساد فی البر والبحر کے مطابق نہیں۔ اور کیا یہ الفاظ حدیث شریف یاتی علی الناس زمان لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ علماء ھم شر من تحت ادیم السماء کا صحیح ترجمہ نہیں۔

کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ اس زمانہ کے لوگ بے دین ہو گئے۔ گمراہی اختیار کر لی۔ عالم اور ان پڑھ لوگ بد اخلاقی میں مبتلا ہو گئے۔ اور بدترین مخلوق سمجھے جانے لگے۔ یہ صحیح ہے۔ اور یقیناً صحیح ہے۔ اور اس کی تصدیق ہر قوم کے لوگ کرتے ہیں۔ جن میں سے دو اس جگہ پیش کی جاتی ہیں۔

اخبار ملاپ کی شہادت

ایڈیٹر ملاپ اپنے اخبار میں لکھتا ہے۔

"لاکھوں برس پہلے جن راکھشوں (دیوں) کو رام چندر نے بھگایا تھا۔ وہ آج اتنے بڑھ گئے ہیں۔ کہ آگے پیچھے دائیں بائیں وہی دکھائی دیتے ہیں۔ گھر گھر میں دویش اگنی جل رہی ہے۔ راجوں کے سنگھاسن ہل رہے ہیں۔ غریبوں کی جھونپڑیاں اکھڑ رہی ہیں نہ بادشاہوں کے دل میں چین ہے۔ نہ مفلس کو اطمینان قلب حاصل ہے۔ خود غرضی اور آرام طلبی کا راجیہ ہو چکا ہے۔ دوسروں کا خون چوس کر اپنے جسم کی پرورش کرنے کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے جس پر ہر ہے۔ فساد کی آگ روشن ہے۔ جھوٹ دغا فریب اور مکاری کی اگنی میں لوگ دگدھ (جل) ہو رہے ہیں۔" (۳ نومبر ۱۹۳۱ء)

پنڈت راجہ رام کی شہادت

ایسے ہی پنڈت راجہ رام جی جو کہ آریہ سماج کے ایک ودوان اور ڈی۔ اے وی کالج کے پروفیسر ہیں۔ اپنے ایک مضمون میں بیان کرتے ہیں۔ کہ اس وقت ضرور کسی مصلح کو آنا چاہیئے۔ کیونکہ دنیا میں بہت خرابی اور ابتری پھیل چکی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں ا۔

"سو ہر ایک مذہب میں موجودہ مذکورہ اصول کے مطابق اب جبکہ دنیا سے دھرم کی اصلیت گم ہو چکی تھی۔ اور مذہب صرف اسباب پر قائم رہ گیا تھا۔ ایک ایسے مہاپرش کو آنا چاہیئے تھا۔ جو پھر اصل الہام کو تازہ کرتا۔ اور پرماتما کے اصل روپ کو لوگوں کے سامنے رکھتا"

ایسے ہی رائے بہادر نریندر ناتھ سین لکھتے ہیں :۔

"آج کل زمانہ گویا پنج حیوانی زندگی کا زمانہ ہے۔ ..... اور یہ لوگوں کی ایسی خوفناک حالت سے مکتی کے لئے ایک ایسے اوتار کے ظاہر ہونے کی آرزو کر رہا ہے۔" (روزانہ انڈین کلکتہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

نواب صدیق الحسن کی شہادت

اسلام کے ماننے والوں نے بھی اس امر کی شہادت دی چنانچہ مولوی صدیق الحسن خان صاحب نے اپنی کتاب اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۲ پر لکھا۔ "اب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں۔ مگر ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء ان کے بدتر ہیں۔ جو نیچے آسمان کے ہیں۔" ایسے ہی مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی اس امر کی شہادت دی۔ گو خود اس کو یہ بصیرت حاصل نہ ہوئی۔ سچ ہے۔ کل میسّر لما خلق لہٗ۔ چنانچہ لکھا ہے "ہم میں سے قرآن کریم اٹھ چکا ہے۔ فرضی طور پر ہم قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر واللہ دل سے اسے معمولی اور بیکار کتاب جانتے ہیں۔" (اہلحدیث ۱۴ جون ۱۹۱۲ء) پس ہندو اور مسلمانوں کی یہ متفقہ شہادت ہے۔ کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں خدا کے اوتار نے آنا تھا۔ اور لوگوں کی راہنمائی کرنی تھی ؛

مہابھارت اور اوتار کی آمد

مہابھارت صفحہ ۱۹۰ پر لکھا ہے "جب وقت کلجگ آگیا سمجھ لیجئے۔ کہ دنیا کی ہوا پلٹ گئی۔ وہ وہ پاپ وہ گناہ ہونگے۔ کہ زمین کانپ اٹھیگی۔ لڑکے والدین کو بیوقوف سمجھیں گے۔ دھنا جوتی دفرمانبرداری کیسی۔ عورتیں لڑائی جھگڑا بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم رکھیں گی۔ بیت رت۔ کجا۔ دیا پاٹ دھرم کرم خرابیوں سے رٹ جائیں گے۔ لوگ دھرم کرینگے۔ دھرم کو فضول اور واہیات سمجھیں گے۔ جب اس طرح دھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہو گا۔ تو بھگوان جی کو تکلیف کرنا پڑیگی۔ کہ کلگی اوتار میں جلوہ دکھلا دیں گے پاپ کی ناؤ ڈبو دیں گے۔ دھرم کی بیل پھر ہری بھری ہو گی۔"

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان

حدیث شریف میں بھی آیا ہے۔ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس کہ اس زمانہ میں جب لوگ ادھرم کریں گے۔ تو کلگی اوتار مبعوث ہو کر پاپ کی ناؤ ڈبو دیں گے اور دھرم کی بیل خواہ وہ ثریا پر بھی ہو۔ اس کو پھر ہرا بھرا کریں گے ہندو بھائیوں کو غور کرنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ

پھر لکھا ہے۔ "جب نیک اعمالوں کا قحط ہوگا۔ بد اعمالیاں اپنا سکہ جمائیں گی تب کلگی اوتار آئیگا" پس یہ تمام نشانیاں واضح طور پر اس زمانہ پر صادق آ رہی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دعویٰ میں صادق اور راستباز کر رہی ہیں۔ اس زمانہ میں حضرت اقدس کے علاوہ اور کسی کا ایسا دعویٰ موجود نہیں۔ اور نہ ہی اپنے دعویٰ کی صداقت میں کسی نے حضرت اقدس جیسے معجزات دکھائے ہیں۔ خود حضرت اقدس اس دعویٰ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"جیسا کہ خدا نے مجھے عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے۔ (آیا ہوں) جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یہ کہنا چاہیئے۔ کہ روحانی حقیقت کی رو سے وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔

(لیکچر سیالکوٹ)

کرشن کا بروز

پھر اسی لیکچر میں فرماتے ہیں۔

"راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اوتار میں نہیں پائی جاتی وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پیدا ہوا منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا۔ کہ "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔" سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں" مذکورہ بالا حوالوں سے اور پھر ہندو قوم کے لوگوں کی شہادتوں سے اور حضرت اقدسؑ کے دعویٰ سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ اس زمانہ کے مصلح آپ ہی ہیں۔ اور واقعی آپ کلگی اوتار ہیں۔ آپ نے خلق خدا کی اس وقت رہنمائی کی جب وہ بے دینی اور گمراہی میں منہمک تھی۔ اور ورطہ ہلاکت سے ان کی کشتی کو بچا لیا ہے۔

شامپور ضلع رنگپور میں تبلیغ احمدیت
ایک کامیاب مناظرہ

مولوی ظل الرحمٰن صاحب مہتمم تبلیغ صوبہ بنگال حسب پروگرام جل پائی گوری کے دورہ سے رنگپور کے علاقہ شامپور میں وارد ہوئے۔ یہاں موضع شب پور میں غیر احمدیوں سے ایک مباحثہ قرار پایا تھا۔ ۸ فروری ۱۹۳۳ء کو غیر احمدیوں کے آٹھ دس مولوی جمع ہو گئے اور صبح سات بجے سے مناظرہ شروع ہو کر شام کے چھ بجے تک جاری رہا۔ پہلے مولوی صاحب نے وفات مسیح و صداقت مسیح موعودؑ پر قریباً ۳ گھنٹے تقریر کی۔ قرآن مجید و احادیث کے بین دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر تھے۔ فوت ہو گئے اور آنے والا مسیح موعود و مہدی معہود ایک ہی شخص ہے جو حضرت احمدؑ قادیانی کے وجود میں ظاہر ہوا۔ جس کی صداقت آسمانی و زمینی نشانات و قرآن مجید کے معیار سے ثابت ہے۔ مولوی صاحب کی تقریر کے بعد مخالفوں کی طرف سے پہلے ایک مولوی صاحب پیش ہوئے مگر انہوں نے ہمارے مولوی صاحب کے دلائل کو چھوا تک نہ صرف ایک حدیث یدفن معی فی قبری کو پیش کر کے قبر کے معنی مقبرہ کرتے ہوئے لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی۔ مگر ہمارے مولوی صاحب نے اس کے غلط معنی کی ایسی تردید کی کہ اس میں دم مارنے کی گنجائش باقی نہ رہی۔ اس کے بعد مخالفوں کی طرف سے دوسرے مولوی صاحب پیش ہوئے وہ بجائے اس کے کہ ہمارے مولوی صاحب کے دلائل کا جواب دیتے۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم کا ایک حوالہ پڑھ کر تمسخر کرنا شروع کر دیا۔ مگر جب ہمارے مولوی صاحب کی باری آئی۔ تو انہوں نے تمام حوالہ پڑھ کر اچھی طرح سمجھا یا کہ قرآن مجید کی سورۃ التحریم کے مطابق بعض کامل مومنوں کو رتبہ مریمیت حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر اس مرتبہ سے ترقی کر کے نفخ روح سے مرتبہ مسیحیت حاصل ہو سکتا ہے۔ اس طرح بہت ہی کھلی کھلی کامیابی کے ساتھ مناظرہ ختم ہوا۔

مناظرہ کے معاً بعد ایک معزز نوجوان نظام الدین صاحب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد اسی علاقہ کے موضع لسنت پور۔ موضع شاہباز پور اور یان بازار میں پبلک جلسہ کر کے حضرت مہدی علیہ السلام و کلگی اوتار کے ظہور کی خبر سنائی گئی۔ تینوں مقامات کے جلسوں میں تعلیم یافتہ ہندو مسلمان کثرت سے شریک ہوئے۔ (انوار الدین سکرٹری تبلیغ علاقہ شامپور)

پنجاب کونسل کے ممبروں سے ایک ضروری گذارش

پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا بجٹ سیشن ۲۵ فروری ۱۹۳۳ء کو شروع ہوگا اس لئے ممبر صاحبان پنجاب کونسل سے درخواست ہے کہ اس موقعہ پر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اور ضلع حصار میں قحط سالی نے جو صورت حال پیدا کر دی ہے۔ اس پر غور کرنے کے لئے تحریک التوا پیش کر دیں۔ بجٹ کے دوران میں گورنمنٹ سے وہ رقوم دریافت کی جائیں۔ جو کہ سال بہ سال گورنمنٹ کو قحط زدہ رقبہ کی امداد کے لئے صرف کرنی پڑی ہیں۔ ممبر صاحبان یہ بھی فرما سکتے ہیں۔ کہ اس غیر محفوظ ضلع کو ہمیشہ کے لئے قحط سے بچانے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ جو یہ ہے کہ بھاکڑا ڈیم سکیم کو جلد از جلد عملی جامہ پہنایا جائے۔ غالباً گورنمنٹ یہ جواب دیگی کہ ریاست ہائے متعلقہ کے ساتھ ابھی تک اس نہر کے متعلق گورنمنٹ کا آخری فیصلہ نہیں ہوا۔ تب اس بات پر زور دینا مناسب ہے کہ ان ریاست ہائے کو جو اس نہر کا پانی لینے میں سرگرمی کا اظہار نہیں کر رہی ہیں۔ چھوڑ دیا جائے۔ اور ان کے حصہ کا پانی بھی برطانوی علاقہ میں آبپاشی کی مقدار بڑھانے میں صرف کر لیا جائے۔ برطانوی علاقہ محض اس وجہ سے کیوں قحط سالی کی مصیبت میں مبتلا رہے کہ چند ریاست ہائے اپنے اپنے حصہ کا پانی لینے پر رضامند نہیں ہوتیں۔

غالباً ریونیو ممبر پنجاب گورنمنٹ کونسل کے اس اجلاس میں یہ بتائیں گے کہ اس نہر کا معاملہ کس مرحلہ پر ہے۔ نیز ممبر صاحبان کی وہ اس نہر کے متعلق رائے بھی دریافت فرمائیں گے۔ ممبر صاحبان کو اس نہر کے جلد از جلد بنانے پر زور دینا چاہیئے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس نہر کے بنانے پر بڑی بھاری رقم خرچ آئیگی۔ لیکن خواہ کتنی ہی لاگت کیوں نہ آئے۔ ہریانہ علاقہ کے لوگوں کو آئے دن کی قحط سالیوں سے بچانا ضروری ہے۔ اس نہر کے فوائد بطور امداد مالی خاص طور پر قابل غور ہیں۔ کیونکہ اس کے مکمل ہو جانے کے بعد گورنمنٹ ہمیشہ کے لئے ان اخراجات کے بوجھ سے سبکدوش ہو جائیگی۔ جو کہ عام طور پر اسے قحط کے دنوں میں برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اس نہر کے معاملہ میں روپیہ کے خرچ کی نسبت انسانوں اور مویشیوں کی جانوں کو محفوظ کرنے کا زیادہ خیال رکھا جائے اور اضلاع حصار۔ رہتک۔ کرنال۔ گوڑگانواں کو جو کہ پنجاب کے سب سے زیادہ قحط زدہ اضلاع ہیں ہر ایک قیمت پر قحط کی مصیبت سے ہمیشہ کیلئے محفوظ کرنا چاہیئے۔

(نیازمند۔ مہر محمد خان پریذیڈنٹ ٹاؤن کمیٹی ٹوہانہ ضلع حصار)

از عدالت جناب خان بہادر محمد علی خان صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و سب جج درجہ اول دراتبا تحصیل ڈیرہ اسمٰعیل خاں

اشتہار

زیر دفعہ آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲۰

ضابطہ دیوانی

دوکان نہال چند - کنور بھان بذریعہ نہال چند ولد ٹوپن رام ذات کھاینچو سکنہ کلاچی - تحصیل ڈیرہ اسمٰعیل خاں مدعی

بنام محمد عمر خاں فاتر العقل غفلت سردار محمد اللہ داد خاں بہ ذریعہ دوران مقدمہ محمد اکبر خاں پسر محمد عمر خاں مذکور گنڈاپور براہ خیل سکنہ کلاچی جاں ڈیرہ اسمٰعیل خاں مدعا علیہ

دعویٰ دلاپانے ۱۱۸۸/۴ بموجب پرونوٹ

بمعاملہ الصدر مدعا علیہ کے نام کئی بار سمنات جاری ہو چکے ہیں - مگر تعمیل نہیں ہوتی - پس بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے - کہ اگر مدعا علیہ یا دوران مقدمہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۳ء کو بوقت ۱۰ بجے صبح حاضر نہ ہوا - تو اس کی بابت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی -

آج مورخہ ۱۴ ماہ فروری ۱۹۳۳ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا -

مہر عدالت — دستخط حاکم

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اسمبلی میں ۲۱ فروری کو ایک ہندوستانی ممبر سردار سنت سنگھ صاحب نے دریافت کیا کہ اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ مجلس اقوام جاپان کو جنگ سے باز نہیں رکھ سکی۔ کیا حکومت ہند اس امر پر غور کرے گی کہ مجلس اقوام کا ممبر رہنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ سر بی ایل متر انے جواب میں کہا۔ کہ حکومت کا خیال ہے۔ مجلس اقوام مفید کام سرانجام دے رہی ہے۔ لہذا حکومت لیگ سے علیحدگی پر تیار نہیں۔

ریلوے ملازمتوں میں سلمانوں کی نیابت کی کمی کے سلسلہ میں مسلم ارکان اسمبلی چند روز سے اس تجویز پر غور کر رہے ہیں کہ حکومت کو ایک عرضداشت ارسال کی جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ ایک میمورنڈم تیار کر لیا گیا ہے اور مسلم ارکان اس پر دستخط کر رہے ہیں۔

کارڈوں اور لفافوں کی قیمت کی تخفیف کے بارے میں دہلی سے ۲۱ فروری کی اطلاع ہے کہ اگرچہ محکمہ ڈاک کی آمدنی میں کچھ اضافہ ہوا ہے۔ تاہم وہ اتنا نہیں کہ یہ تخفیف بحال کر دی جائے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے اس معاملہ پر غور کیا تھا۔ لیکن فیصلہ خلاف کیا گیا۔

ہاپوڑ کے ایک سیٹھ جگت رام کے گھر ۲۱ فروری کو آگ لگ گئی۔ جس سے دو لاکھ روپے کے نوٹ جل کر راکھ ہو گئے۔

مسٹر مشیر حسین قدوائی رکن کونسل آف سٹیٹ نے متحدہ پرودیش بل پر رائے زنی کرتے ہوئے کہا ہے کہ بحالات موجودہ سیاسی آزادی اور سیاسی دستور اساسی کے علاوہ اور کوئی چیز اہمیت نہیں رکھتی۔ کوئی معاشرتی خرابی خواہ صدیوں سے ایک مستقل لعنت چلی آتی ہو اس قابل نہیں کہ اس پر وقت ضائع کیا جائے۔ بدقسمتی سے اس نازک موقع پر جبکہ اتحاد و یک جہتی کی بے انتہا ضرورت تھی۔ گاندھی جی نے اس حلقہ میں بھی اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ جہاں آج تک اتحاد چلا آتا تھا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس لیگ کے دفتر واقعہ کوچہ بلیماراں دہلی میں ۵ مارچ کو ہونا قرار پایا ہے۔

انگلستان کے شمالی حصہ میں ۲۳ فروری کو اس قدر برفباری ہوئی۔ کہ بعض سڑکوں پر دو دو فٹ برف جم گئی۔

الہ آباد ہائیکورٹ نے ۲۱ فروری کو ایک مقدمہ کے دوران میں فیصلہ کیا کہ خالی کارتوس بھی قانون اسلحہ کے منشاء کے مطابق آلات حرب میں داخل ہیں۔

ملاؤں کی دو پارٹیوں کے درمیان پشاور میں ۲۴ فروری کو شدید فساد ہو گیا۔ جس میں چاقوؤں۔ کلہاڑیوں اور پستولوں کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ ایک شخص ہلاک ہو گیا اور دو کی حالت نازک بتائی جاتی ہے سات اشخاص شدید مجروح ہوئے۔ لڑائی کی وجہ ایک خوبصورت لڑکا بیان کی جاتی ہے۔ پولیس نے چالیس سے زیادہ آدمیوں کو اس سلسلہ میں گرفتار کر لیا ہے۔

مہاراجہ الور اور گورنمنٹ ہند کے درمیان اس امر کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے کہ حالات پر پوری طرح قابو پانے اور نظام حکومت میں رد و بدل کرنے کے لئے کیا کارروائی عمل میں لائی جانی چاہیئے۔ معلوم ہوا ہے کہ والیان ریاست ہائے ہند کے چیمبر کی طرف سے بھی اس امر کی کوشش ہو رہی ہے کہ یہ گفت و شنید کامیابی کے ساتھ ختم ہو جائے۔

"الجمعیتہ" دہلی کا بیان ہے کہ حکومت اس امر کا ارادہ رکھتی ہے کہ اگر کانگریس نے سول نافرمانی کی تحریک کو واپس نہ لیا۔ تو کلکتہ میں کانگرس کا اجلاس منعقد نہیں ہونے دیا جائیگا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مقامی گورنمنٹیں ان لوگوں پر پابندیاں عائد کر دینگی۔ جن کے متعلق یہ شبہ ہوگا کہ وہ کلکتہ میں کانگرس کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے جانا چاہتے ہیں۔

پنجاب گورنمنٹ گزٹ کی ایک غیر معمولی اشاعت میں اعلان کیا گیا ہے کہ آرڈی ننس ایکٹ کی دفعات ۲۔ ۳۔ ۴ اور ۵ آئندہ اضلاع گورداسپور۔ ملتان اور منٹگمری میں بھی نافذ کر دی جائیں گی۔

دربار کشمیر نے صوبہ جموں کی تحصیل کشتواڑ کے علاقہ پادر میں واقعہ کے متعلق جہاں نیلم کی کانیں ہیں قواعد مرتب کر دئے ہیں ان قواعد کے رو سے یہ علاقہ محفوظ قرار دیا گیا ہے اور سوائے پولیس کے اور کسی شخص کو صیغہ کان کنی کے انچارج وزیر سے تحریری اجازت حاصل کئے بغیر اس علاقہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔ سروے ڈیپارٹمنٹ کے افسروں کو بھی جن کا کام مزید کانیں دریافت کرنا ہے اس قسم کی اجازت حاصل کرنی پڑیگی۔ نیز اس محفوظ علاقہ کے اندر رہنے والے کسی بھی شخص کو ۲۴ گھنٹہ کے اندر اندر اس علاقہ سے باہر نکل جانے کا حکم دیا جا سکتا ہے۔

مسٹر سبھاش چندر بوس ۲۳ فروری کو یورپ روانہ ہو گئے۔ اور عین اس وقت جبکہ جہاز روانہ ہونے والا تھا انہیں حکومت ہند کا بدیں مطلب ایک حکم نامہ ملا کہ ان پر سے بنگال کے ریگولیشن آف ۱۸۱۸ء کے ماتحت نظربندی کی پابندی اٹھالی گئی ہے اور یہ حکم ۲۳ فروری ۱۲ بجے سے نافذ ہوتا ہے۔

اقتصادی حالات کے پیش نظر معلوم ہوا ہے۔ کہ وائسرائے نے اپنی دس فیصدی تنخواہ چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا ہے ایگزیکٹو کونسل کے ممبر بھی غالباً وائسرائے کی اس مثال کی تقلید کریں گے۔

برما لیجسلیٹو کونسل میں ۲۴ فروری کو ایک ممبر نے تحریک پیش کی کہ ملک کی موجودہ مالی بدحالی کو مدنظر رکھتے ہوئے وزراء کی تنخواہ پچیس سو روپیہ مقرر کر دی جائے۔ ووٹ لینے پر یہ تحریک پاس ہو گئی۔

ظفر علی آف زمیندار۔ احمد علی عبد الحنان اور لال حسین وغیرہ مولویوں کو مجسٹریٹ لاہور نے حکم دیا ہے کہ چونکہ تمہارے رویہ اور تقاریر سے نقض امن کا اندیشہ ہے اس لئے زیر دفعہ ۱۰۷ ایک سال کے لئے ایک ایک ہزار روپیہ کی ضمانت نیک چلنی داخل کرو۔ مقدمہ کی سماعت چار مارچ کو ہوگی۔

دیوان چمن لال سابق ممبر اسمبلی کے خلاف ان کی یورپین بیوی نے انبالہ کے سب جج کی عدالت میں گذارہ کا دیوانی دعویٰ دائر کر رکھا تھا۔ اب سب جج نے دیوان چمن لال کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ اپنی بیوی کو چار سو روپیہ ماہوار بطور گذارہ دیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ عدالت نے ان کی بیوی کو طلاق کی اجازت دیدی ہے۔ اور یورپین بیوی نے دعویٰ اس بناء پر دائر کیا تھا کہ اس نے دیوان صاحب کو کسی غیر عورت سے ناجائز تعلق رکھتے دیکھا۔

علامہ اقبال یورپ سے واپسی پر ۲۵ فروری کو بذریعہ فرنٹیر میل لاہور پہنچ گئے۔ سٹیشن پر مقامی معززین نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔

میر صاحب خیرپور کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ عنقریب بذریعہ موٹر ایران تشریف لے جائیں گے۔ اس مقصد کے لئے آپ نے تین موٹریں خریدی ہیں۔

سابق شاہ ہسپانیہ ۲۴ فروری کو کولمبو سے [illegible] ہندوستان ہو گئے۔ آپ موجودہ انتظامات کے مطابق ۷ مارچ کو حیدر آباد دکن پہنچیں گے۔ اور کچھ عرصہ کے لئے اعلیحضرت حضور نظام کے مہمان ہوں گے۔

مجلس اقوام کی اسمبلی نے چین و جاپان کے تنازع کے متعلق انیس ارکان کی کمیٹی کی رپورٹ پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ صرف جاپان نے مخالفت کی اور سیام غیر حاضر رہا۔ جب لیگ اسمبلی نے رپورٹ کو منظور کر لیا۔ تو جاپانی وفد واک آؤٹ کر کے باہر چلا آیا۔ اور انہوں نے اعلان کیا